THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIAN,

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعود علیہ السلام)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ہفت روزہ

الحکم

دورِ جدید

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی، شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی
مجاہد مصری

چندہ

والیان ریاست سے	مار
رؤساء و امراء سے	صہ
معاونین سے	عمہ
عوام سے	حمہ
ممالک غیر سے	۱۲

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو
خدا کے فضل
اور
رحم کے ساتھ
شائع
ہوتا ہے

جلد ۳۷ قادیان ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء مطابق ۲ جمادالاول ۱۳۵۳ھ یوم سہ شنبہ نمبر ۲۹

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے (آمین ثم آمین) الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائی ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰھم آمین

خاکسار مرزا محمود احمد

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

سرحد کے ایک معزز و محترم بزرگ کا مکتوب گرامی

الحکم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :—

"اخبار کا وی پی موصول ہو چکا تھا۔ شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک عہد کی یاد کو الحکم کے نام نے اور اجراء نے دوبارہ تازہ کر کے دل کو ایک خاص سرور بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے اور حضرت صاحب علیہ السلام کے صحابہ کے ذریعہ ان کے خزائن علم و برکات کی نشر و اشاعت کی دنیا میں تکمیل فرما کر اسلام کو اظہار علی الدین کلہ کا بابرکت نقشہ دکھلا کر اہل عالم کو اس سے فیضیاب فرما دے آمین"

مکرمی حبیب اللہ خان صاحب احمدی افریقہ کا ایک مکتوب

مکرمی حبیب اللہ خان صاحب احمدی افریقہ سے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کے اخبار بھیجنے کا مشکور ہوں واقعی ایک ایسے اخبار کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر کرتا ہو — سخت ضرورت تھی۔ اور یہ نہایت ہی موزوں موقعہ ہے۔ جو اصحاب رضی اللہ عنہم کی روایات مل سکتی ہیں میرے جیسے لوگوں نے جنہوں نے حضرت کو نہیں دیکھا پیارے کی پیاری ادائیں اور باتیں پڑھ کر دل تڑپتا ہے کہ ہائے ہم اسوقت کہاں تھے۔ جو اپنے محبوب کی مجلس کا شرف نہ پایا۔ حضرت کی باتیں جو بھی پڑھی جاتی ہیں وجد لانے والی ہوتی ہیں"

منشی کظیم الرحمان صاحب حاجی پوری کی اپیل

"اخبار الحکم جو کسی بھی انٹروڈیوس کا محتاج نہیں ہے جس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ایک فرد واقف ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مشہور و معروف اور سب سے پہلا اخبار جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے۔ جسکو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں سب سے زیادہ خدمت کا موقع ملا ہے۔ اب وہ پھر اس دور جدید میں بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی مقررہ تاریخوں میں نہایت ہی قیمتی مضامین کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اور جس کے اسوقت تک ۲۵ پرچے شائع ہو چکے ہیں۔ اس میں وہ زریں مضامین شائع ہوتے ہیں جو ہمارے پیارے احمد نبی اللہ کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو ہمیں لاکھوں اور کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی میسر آنا ناممکن تھے۔ اسوقت صرف اندرون ہند میں پانچ روپیہ سالانہ صرف کرنے پر میسر آسکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پانچ روپے ان نایاب گوہروں کے مقابلہ میں۔ جو ہمارے ہی نہیں بلکہ ہماری نسلوں کے لئے بھی کام آویں گے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے دوبارہ اجراء پر بیحد خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیشہ زندہ رہنے کی دعا فرمائی ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ "الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ **تاریخ سلسلہ کا حامل ہے**" آخر میں اس کی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہنے کے لئے یوں دعا فرمائی ہے :—

"لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے **اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے**"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ دعا اسیوقت پوری ہو سکتی ہے۔ جب قوم کی بھی یہ خواہش ہو۔ اور اس خواہش کا ثبوت جبھی مل سکتا ہے جب اس کی خریداری ہر ایک احمدی یا کم از کم ہر ایک گھر اپنے ذمہ لے لے۔

اس لئے اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بازو کو مضبوط رکھنے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کو پورا کرنے کی خواہش رکھتے ہو۔ تو اسکی خریداری کے لئے۔ جو آپ کے اور آپ کی نسلوں کے لئے تاقیامت ایمان کو تازہ کرنے والی ہوگی کسی طرح بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ میرے پاس اس کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں۔ ؏

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اس کی خریداری اختیار کریں اور حضرت مسیح موعود کے زریں ملفوظات سے بہرہ ور ہو کر اپنے ایمان کو بھی تازہ کریں اور آئندہ اپنی نسلوں کے لئے بھی یہ تحفہ چھوڑتے جاویں۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں۔

والسلام

(عاجز کظیم الرحمان)

ضروری تصحیح

الحکم ص۳ روایت نمبر ۲ کی آخری سطروں میں جنوری ۱۹۰۴ء لکھا گیا ہے۔ در اصل یہ دونوں تاریخیں علی الترتیب جنوری ۱۹۰۲ء کی ہیں احباب درست کرلیں۔

(۲) مبلغین احمدیت کے کارنامے کے عنوان سے جو مضمون دیا گیا ہے اس میں پہلا واقعہ ۱۹۲۵ء کا لکھا گیا وہ ۱۹۲۷ء کا ہے۔ احباب اسے بھی درست فرمالیں۔

سلسلے کے پہلے اخبار کا حق دو۔

رامپور (کشمیر) میں مخالفین پر احمدیت کا رعب

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ماتحت

علاقہ رام پور (کشمیر) میں کچھ عرصہ سے بارش بالکل نہیں ہوئی دہقان کی زمینیں بالکل برباد ہو چکی ہیں۔ مکئی کی فصل بھی بالکل ناقابل پیداوار ہو چکی ہے۔ گرمی کی بھی غیر معمولی شدت ہے چنانچہ غیر احمدی اکٹھے ہو کر مجھے کہنے لگے کہ تم لوگ رفیع مقام پر ہاتھ مارتے ہو۔ تب مانیں کہ تم دعا کرو اور بارش ہو۔ پھر معلوم ہوگا کہ احمدیت کہاں تک سچی ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ نہ میں ولی ہوں۔ نہ میں عالم ہوں۔ نہ میں تم لوگوں کے پیروں فقیروں کا رتبہ رکھتا ہوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ ترین خادم ہوں۔ اور اس دیار کے جنگل میں بیٹھ کر پیغام حق مسلمانوں کو سنا رہا ہوں۔ یہی ہمارا کام ہے یہی ہماری غذا ہے۔ اسی پر ہمارا ایمان ہے کہ تبلیغ حق کر کے اللہ تعالیٰ ہمیں خوب نفع دے گا۔ وباللہ توفیق۔ ہمارا کام دعا کرنا ہے۔ منظور کرنا خدا کے اختیار میں ہے۔ لیکن دعا اس کی منظور ہوا کرتی ہے۔ جس نے اپنا وجود عملوں کے ذریعہ پاک و صاف کیا ہوا ہو۔ اور خدا کی راہ میں منہمک رہتا ہو۔ ہم تو گنہگار ہیں۔ مسیح کے خادم ہیں۔ ہم بھی دعا کر دیں گے اللہ تعالیٰ منظور فرمائے عاجز نے نہایت عاجزی اور صدق دل رو رو کر، گڑگڑا کر سجدہ میں گر گر کر اس معبود حقیقی کے آگے فریاد کی کہ اے خدا اپنے پیارے مسیح موعود کی صداقت کے طفیل ان مخالفین کی زبانیں بند کر اور اپنی رحمت سے بارش نازل فرما۔ تاکہ ان لوگوں کو یہ امر بھی معجزہ ہو کر رہے۔ خدا کی قدرت گذشتہ رات بالکل صاف آسمان تھا۔ آدھی رات کو کالی گھٹا چھاگئی اور صبح ہوتے ہی حاجت کے موافق بارش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی اس طریق پر بھی زبان بندی کی۔ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ اگر ہم احمدی لوگ اپنا دل پاک و صاف کر کے اس رب المجیب کے آگے گر جائیں اور اپنی ہر قسم کی جائز حاجتیں مانگیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ زندہ بولنے والا خدا ہماری عرضیں نہ سنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی احمدی بننے کی توفیق دے۔ آمین

(خاکسار عبدالکریم خان یوسف زئی)

حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی کے چھوٹے پوتے کا انتقال

حضرت سیٹھ صاحب سلسلہ میں ایک نہایت معروف بزرگ ہیں چند ماہ قبل اخبارات نے ان کے صاحبزادے سیٹھ علی محمد صاحب ایم۔ اے کے ہاں بچہ کی ولادت خبر شائع کی تھی۔ ابھی دو تین دن ہوئے کہ حضرت سیٹھ صاحب کی تار موصول ہوئی ہے کہ وہ بچہ قضاء الٰہی سے فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو والدین کے لئے فرط بنائے اور آئندہ اسکا نعم البدل عطا فرمائے۔ جو زندہ رہنے والا اور نافع الناس ہو۔ اور تمام خاندان کے لئے قرۃ العین ہو۔ آمین

تمام جماعت سے درخواست ہے کہ وہ سیٹھ صاحب کو نعم البدل پوتا عطا فرمانے کی دعا فرماویں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

(سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم ۷ راگست ۱۹۳۴ء)

(۱۱)

فرمایا:- اس ابتدائی زمانہ میں غریب عورتیں لنگر کا آٹا پیسا کرتی تھیں۔ کسی نے شکایت کی کہ عورتیں آٹا نکالے جاتی ہیں۔ بہتر ہے خراس بنالیا جائے۔ آپنے فرمایا کہ اُن کا گزارہ اسی طرح سے ہو رہا ہے یہ بیچاری کہاں سے کھاویں۔ ایسا ہی ایک مرتبہ کسی نے شکایت کی کہ لنگر کے نان بائی روٹیاں چُرالے جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بیچارہ زندہ ہی دوزخ پر بیٹھا ہوا ہے اگر روٹیاں لے جاتا ہے تو لے جانے دو۔

(نوٹ) حضور عفو اور درگذر اور چشم پوشی کا ایک عملی نمونہ تھے۔ حتی الوسع چشم پوشی ہی کے ذریعہ اخلاقی امراض کا علاج فرماتے تھے اور علی العموم ایسے موقعہ پر سعدی کا یہ مقولہ پڑھا کرتے تھے

ہمسایہ نہ بیند و خروشد خدا بیند و پوشد

(عرفانی)

(۱۲)

ایک مرتبہ فرمایا انسان جب اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ غیب سے اُس کی مدد کرتا ہے۔ اور لوگ خود بخود اسکی خدمت کرتے ہیں۔

فرمایا بندے کو چاہیئے کہ ہر وقت اس سے دعائیں کرتا رہے۔ بیٹھا۔ کھڑا۔ اور لیٹا ہوا۔ وہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

(۱۳)

ایک مرتبہ فرمایا کہ کسی بزرگ کے پاس جاؤ تو کچھ نہ کچھ تحفہ لیکر جاؤ۔ خوش ہو کر دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔

بزرگان گذشتہ کے متعلق آپ کا یہ طرز عمل تھا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کے کسی لفظ پر بغیر سمجھ طعن کرتا تو آپ اس لفظ کے صحیح معنے کر کے اس سے طعن اُٹھا دیتے ایک مرتبہ یہ عاجز کسی سے یہ شعر سنکر آیا ؎

راہ حق ہرگز نہ یابی تا نہ گیری چار ترک
ترک دنیا۔ ترک عقبیٰ۔ ترک مولیٰ۔ ترکِ ترک

مینے عرض کیا کہ حضور کسی نے اس میں کفر کیا ہے۔ فرمایا اس میں کوئی کفر نہیں۔ ترک دنیا تو تم سمجھتے ہو۔ ترک عقبیٰ پر تمھارا کوئی خیال ہوگا۔ عاقبت سے لاپرواہ ہوا تو اس کے پاس کیا رہا۔ مولیٰ کا ترک کیا تو بالکل گیا۔

فرمایا کہ مولیٰ کے ترک کرنے کے یہ معنی ہیں کہ عشق بندے کا اس طرح پر ہو اور ارادہ ایسا ہو کہ معشوق کو ملوں۔ جب معشوق نہ ملے گا تو اس کا عشق شکست ہو جائے گا۔ رفتہ رفتہ جاتا رہے گا۔ فرمایا کہ عشق ایسا ہونا چاہیئے کہ معشوق ملے یا نہ ملے میں اسی راہ میں جان دیدوں گا کمال عشق والے جان کی پروا نہیں کیا کرتے۔ خوش ہو کر جان دیدیتے ہیں۔

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر ایک ایسی پاک روح تھی۔ جو ہمیشہ صلحاء و اتقیا کا ڈیفنس اور دفاع کرنے کے لئے آمادہ رہتی تھی۔ اور یہی حضرت سلیمہ آپ کی سچائی کا ایک ثبوت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے تمام راستبازوں کا دفاع کیا جس قدر اعتراضات بعض انبیاء کی ذات پر کئے جاتے تھے اُن کی تردید کر کے ان کی تطہیر فرمائی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلحاء اُمت کے کئی اعتراضوں کا وقتاً فوقتاً جواب دیا۔ اور آپ کا طرز عمل یہ تھا کہ کسی بزرگ کے اقوال یا کلام کی ایسی تاویل فرماتے جس میں حسن اور خوبی پیدا ہو جائے۔ خدا تعالے کے ساتھ تعلق اور محبت کے لئے حضور علیہ السلام ہمیشہ جو اصل پیش کیا کرتے تھے اس کی بنیاد قرآن مجید کی اس آیت پر رکھا کرتے تھے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربےٰ اور علی العموم فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص اور وفا کے اس مقام کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جہاں انسان اجر کے ہر قسم کے شعبے سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور سزا اور جزا اس کی نظر میں کچھ چیز نہیں رہتی وہ اطاعت اور محبت میں ایسا رنگین ہو جاتا ہے کہ اسکے تمام افعال ایک طبعی اور اضطراری کیفیت پیدا کر لیتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں آپ یہ مثال دیا کرتے تھے۔ کہ اگر کسی ماں کو یہ کہدیا جائے کہ اگر وہ اپنے بیٹے کو دودھ نہ دے تو اسے بڑا انعام دیا جائے گا۔ یا اگر اس حکم کی تعمیل نہ کرے گی تو سخت سزا دیجائے گی۔ تو کوئی ماں اس انعام کے لالچ یا سزا کے خوف۔ سے اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ اسی طرح جب انسان خدا تعالے کے ساتھ سچا پیوند حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کی راہ میں سزا یا جزا کا سوال نہیں رہتا۔ اور دنیا کی کوئی عقوبت اور کوئی لذت اسے اپنے مولےٰ سے جدا نہیں کر سکتی۔ یہ فطرت انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔ پھر اسی سلسلہ میں آپ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے ؎

دست از طلب ندارم تا کام دلبر آید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

(عرفانی)

(۱۴)

فرمایا:- ایک مرتبہ یہ عاجز اور دو آدمی بہادر حسین کے رہنے والے حضور کے ساتھ باہر سیر کو گئے۔ آپ جب واپس قادیان کی طرف پھرے تو الہام ہوا کہ

ننجیک من الغم و کان ربک قدیرا

فرمایا رحیم بخش غم تو کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غم سے نجات دوں گا۔ شاید کوئی آیندہ آنیوالا ہو۔ جب مکان پر پہونچے تو ایک شخص امرتسر سے آیا۔ اور براہین کے کچھ ورق مالیہ حرفوں کے لایا جو اچھے چھپے ہوئے نہ تھے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کھیوا نگینہ جو کندہ کرانے کے واسطے حکیم محمد شریف کو آپنے دیا ہوا تھا وہ ان سے جاتا رہا۔ یہ سن کر آپ بے چین ہو گئے کہ براہین اگر ایسی چھپی تو کسی نے پڑھنی نہیں اور خرچ بھی ضائع ہوگا۔ اور محمد شریف صاحب دوست آدمی ہیں اور کھیوے کے گم ہونے سے اُن کو غم اور تکلیف ہوگی۔ چلو امرتسر چلیں۔ پھر آپ پاپیادہ ہی چلے اور خاکسار بھی ساتھ تھا۔ جب تکیہ موضع دیوانی وال جو برلب سڑک ہی پہنچے آپنے فرمایا نماز پڑھ لیں۔ وہاں وضو کیا خاکسار کو کہا کہ تو ہی نماز پڑھا۔ میں نے جماعت کرائی اور فارغ ہو کر امرتسر چلے گئے۔ جب امرتسر پہنچے تو پہلے حکیم صاحب کے مطب میں گئے وہ کھڑے ہو گئے اور ہنسے۔ کہ مرزا صاحب آپ کا کھیوا ابھی کوئی دے گیا ہے جو مجھ سے گم ہو گیا تھا۔ آپنے مسکرا کر فرمایا کہ خدا نے پہلے ہی مجھے خبر دی تھی کہ غم سے تجھے نجات دینگے۔ براہین بھی وہ بھی اچھی چھپ رہی تھی۔ پھر فرمایا چلو رام باغ کی سیر کریں جب باغ میں تشریف لے گئے تو خاکسار نے کہا کہ مرزا صاحب آپ باغ کی سیر کرتے پھرتے ہیں علماء لوگ تو عبادت ہی کرتے رہتے ہیں آپنے فرمایا ایک بزرگ تھے۔ ہمیشہ ہی عبادت الٰہی کرتے رہے۔ آخر عمر میں انھوں نے چاہا کہ کوئی کتاب لکھیں تا لوگوں کو فائدہ ہو۔ جب لکھنے بیٹھے تو مثال کے لئے کوئی بات نہ سوجھی تب انھوں نے سیر کرنا شروع کی اور دنیا کی ہر جگہ ان کو دیکھنی پڑی تب انھوں نے کتاب لکھی میں نے بھی ایک گلاب کے پھول کی تمثیل براہین میں لکھی ہے۔ پھر واپس قادیان تشریف لے آئے۔

(نوٹ) حضرت مولوی رحیم بخش صاحب نے اس بیان میں حضرت اقدس کے ایک الہام کی جو پیشگوئی پر مشتمل ہے اپنی عینی شہادت پیش کی ہے اور ایک واقعہ سیر باغ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت اقدس نے گلاب کے پھول کی تمثیل کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ فاتحہ کے عجائبات بیان کرتے ہوئے گلاب کے پھول کی تمثیل براہین احمدیہ میں بڑی وضاحت سے بیان فرمائی ہے

اس واقعہ سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کو اپنے دوستوں کی تکلیف کا کسقدر احساس ہوتا تھا۔

(عرفانی)

ہدیۂ مبارکباد

ہدیۂ مبارکباد صاحبزادۂ والا مرتبت اعلیٰ منزلت حافظ مولوی ناصر احمدؐ بی۔اے۔ مولوی فاضل نبیرہ سیّدنا مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام قرۃ العین سیّدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(از علامہ مولانا مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل)

ہادیٔ ہند میرزا ہادی
بود منظورِ حق کہ در دنیا
مطلع آفتاب دیں گردد
خیزد از وے یکے نشان نبی
حکم عدل زد ظہور کند
قادیاں منبع علوم شود
پارہ سازد صلیب نر مسمار را
باز پیدا شود ز رحمت رب
نسلِ او نسل آل ابراہیمؑ
للہ الحمد اندریں اوقات
در زمانی خلافت ثانی
اندریں عہد مصلح موعود
چوں فروزاں نجوم اولادش
از دعاہائے احمد مرسل
ہر یکے طور علم و طود نُہٰے
لقمہ خوران خوان قرآنی
ہر یکے راستکار در سنت
ہر نبی زادہ مفخر اسلام
آں یکے صورت نبیؐ دارد
آں یکے خوئے مصطفےٰؐ دارد
آں یکے ناصر ایں دگر منصور
نصرت ایزدی چہار طرف
لوحش اللہ ناصر احمد
بارک اللہ ابن ابن رسولؐ

قادیاں را کہ داد آبادی
بعد از دور یثرب و بطحا
مرکز علم اولیں گردد
در لباس محمدؐ عربی
ظلمت ظلم و جہل دور کند
چرخ آسا پر از نجوم شود
ترس اُفتد دل کلیسا را
رونق عہد شہریار عربؐ
می شود روشناس ہفت اقلیم
چشم ما دید آں ہمہ برکات
شد عیاں وعدہ ہائے ربانی
جلوہ گر گشت فضل ربِ ودود
نور پاشند آل امجادش
ہر یکے نامور بعلم و عمل
راز دانان شرع و زہد و تقےٰ
عاشقان کلام رحمانی
مجتنب گشتہ طبعش از بدعت
رحمت ذوالجلال و الاکرام
دیں یکے سیرت علیؓ دارد
دیں یکے روئے مرتضےٰ دارد
متجلی لبان شعلۂ طور
اندروں و بروں ہزار طرف
جلوۂ فضل کردگار احد
کدخدا شد بہ بنت بنت بتولؓ

خلف اکبر خلیفۂ حق
ہمسر او رئیسہ بنت رئیس
آں حسنؓ صورت و حسینؓ وقار
تربیت یافتہ ز فضل عمر
مفخر ملت و رشید الدیں
کردہ حاصل علوم شرع مبیں
شمۂ آل سقف سلمانی
دوحۂ روضہ کرام الناس
باقر العلم۔ حافظ القرآں
دامن نصرت خدا بر وے
مام محمودہ و پدر محمود
عمۂ او بسے مبارکہ ذات
سیدہ بنت احمد مرسلؐ
عم او میرزا بشیر احمد
عم دیگر ولی خاص احد
جد او میر ناصر نواب
دو آتالیق او ز رب جلیل
یوسفی بو بہ پیرہن دارد
پور بہر پدر حسینی دارد
میکنم پیشش ہدیہ تبریک
اے خداوند رافع الدرجات
تا ابد ہادی ورے باشد

در معالی ربودہ گوئے سبق
او سلیماں عروس او بلقیس
مرتضےٰ سیرت و مسیح آثار
بالغ العلم گشتہ چوں حیدرؓ
بر سپہر کمال ماہ مبین
ہمچو علامۂ حمید الدین
قرۃ العین قدرت ثانی
شرف افزائے دودۂ برلاس
فاضل العصر کامل الایماں
جلوہ گر فضل احمدی در وے
جد امجد مسیح رب ودود
فاطمہ طینت و خدیجہ صفات
اختر آسمان علم و عمل
ماہر العلم فاضل اوحد
حضرت میرزا شریف احمد
بود صدیق وقت در اصحاب
میر اسحاق و میر اسمعیل
احمدی حسن در بدن دارد
خلف الصدق ایں چنیں شاید
مثل جہد المقل بہ نزد ملیک
از عنایات ایں ہمہ سادات
بر سپہر علا ضیاء باشد

پایۂ شان بر آسماں باشد
آسماں بر مراد شاں باشد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(تاریخ تقریر ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء)

سچا تقویٰ صادقوں اور مردان خدا کی صحبت اور اُن کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

متقی کے ساتھ چونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے۔ اس لئے دشمن پر بھی متقی کا رعب ہوتا ہے مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سچا تقویٰ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان صادقوں اور مردان خدا کی صحبت اختیار نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی اطاعت میں ایک فنا اپنے اوپر طاری نہیں کر لیتا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو۔ اور صادقوں کے ساتھ رہو۔ اُن کی معیت سے قوت پکڑو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی پوری حقیقت متقی ہونے کے بعد کھلتی ہے۔ اور تقویٰ اللہ کی حقیقت اسوقت تک متحقق نہیں ہو سکتی جب تک ایک فانی مرد کی پاک صحبت میں رہ کر فائدہ نہ اُٹھایا جائے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف صحبت میں رہنا ہی چنداں مفید اور کارگر نہیں ہوتا۔ بلکہ صادقوں کی صحبت اختیار کرنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اُن کی اطاعت اختیار کی جائے۔ چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے۔ تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے۔ جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت نہیں ہو سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیا فضل تھا۔ اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی۔ اور ان میں ملیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔ جبتک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں۔ جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سِر ہے اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے۔ اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک اطاعت نہ کی جائے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے خوب واقف تھے۔ کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور اُن میں سلطنت آئی۔ تو انھوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام رائوں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسی کو واجب العمل قرار دیا اُن کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے۔ آپ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔

صحابہ کرام میں باہمی پھوٹ اور عداوت نہ تھی۔

میرے نزدیک شیعہ سنیوں کے جھگڑے کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں .... باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی۔ کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

صحابہؓ نے اپنی حفاظت کیلئے تلوار اُٹھائی

اصل بات یہ ہے کہ دل کی اطاعت سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اتحاد اور اطاعت کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو ان کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی۔ ورنہ اگر وہ تلوار کبھی نہ اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔ ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

اُنھوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا۔ اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ اُن کا صدق ہی اُن کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھیرا اور یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔

آپ (پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم) کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا رنگ چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی اسی میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت رسول کا وہ نمونہ دکھایا۔ اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر انکی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے۔ اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔

مسیح موعودؑ کی جماعت کو صحابہ کا رنگ اختیار کرنا چاہیئے

اسلئے تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو۔ اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ اور ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو۔ جو صحابہ کی تھی۔ جو لوگ ہمارے مخالف ہیں کہ ہم کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور دجال اور کافر کہتے ہیں۔ ہم اس کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کو نور فطرت اور قوت تمیز عطا کی ہے۔ پاخانہ جو آدمی کے اندر سے نکلتا ہے۔ اس کی بدبو وہ خود بھی محسوس کرتا ہے۔ پس جبکہ یہ مانی ہوئی بات ہے اور پکا قاعدہ ہے۔ پھر جھوٹ جو اس پاخانہ سے بھی بڑھ کر بدبو رکھتا ہے۔ کیا اس کی بدبو جھوٹ بولنے والے کو نہیں آتی؟ ضرور آتی ہے۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک مفتری علی اللہ اس قدر قوت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعوے کو پیش کرے۔ جو ہمیشہ صادق کا خاصہ ہے۔ پھر ان کی پیش رفت کیسے جا سکتی ہے۔ اور میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ آیا ہوتا اور اس نے ہی مجھے مامور نہ کیا ہوتا۔ تو تم ہی بتاؤ کہ اسقدر گالیاں اور اس قدر شور وشر اور مخالفت یہاں تک کہ قتل کے فتوے۔ قتل عمد کے مقدمے جو میرے خلاف بنائے گئے۔ ان مصیبتوں اور بلاؤں کو اپنے اوپر لینے کی کس کو ضرورت ہو سکتی ہے۔؟ کوئی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے گندے بھرے ہوئے اشتہار اور گالیوں کے خطوط جو بھیجے جاتے ہیں برداشت کرے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں ہے۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ چونکہ اس نے خود ہی اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اس نے ہی وہ قوت قلب کو عطا کی ہے کہ ساری مصیبتیں اور مشکلات میرے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اور مجھے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ مصیبت کس کو کہتے ہیں۔ پس تم خود ہی سوچ کر دیکھو کہ یہ شوکت یہ قوت یہ استقلال مفتری میں ہو۔ اور ایسی قوت پالے۔ جو آدمی خون کرتا ہے صدق اس کو ملزم کرتا ہے۔ آخر وہ خود ہی عدالت میں جا کر اقرار کر لیتا ہے۔ اس میں یہی سر ہے کہ اس میں وہ قوت نہیں ہوتی جو ایک صادق کو عطا ہوتی ہے۔ جھوٹ انسان کو بزدل اور مکروہ بنا دیتا ہے۔ اسلئے خدا نے فرمایا ہے

جتنبوا الرجس من الاوثان والقول الزور۔

جماعت کے لئے خدا کا وعدہ

پس ہرایک ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدعی کے استقلال اور ثابت قدمی کو دیکھے ہماری جماعت کے لئے جو ہم توقع کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے یہ وعدہ فرمایا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ اللہ تعالٰے کے وعدے سچے ہوتے ہیں اور ان میں تخلف نہیں ہوتا اسلئے کوشش کرو کہ تم سب ان وعدوں میں حصہ لینے والے ٹھہرو۔

فوق کی تشریح

یہاں اللہ تعالیٰ ایک کشتی کو طریق بتاتا ہے۔ فوق سے گرانا ہی مقصود ہے۔ ورنہ اس سے یہ تو مراد نہیں ہے کہ جسم وزنی اور بھاری ہو جائیں گے۔ اور پھر یہاں اس سلسلہ کے لئے لڑائی بھی نہیں ہے کیونکہ یضع الحرب کا ارشاد ہے۔ پس فوقیت سے مراد روحانی صدق ہے۔ اور اس کے ثمرات۔ علوم۔ معارف۔ نکات مکنونات اور اللہ تعالٰے سے قریب ہونا۔ اور ان تعلقات سے علوم جدیدہ کا پیدا ہونا مراد ہے۔ مخالفوں کا پانی آسمانی نہیں ہے۔ اسکو فوق سے کوئی تعلق نہیں ہے اسلئے وہ جلد گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے۔ مگر مسیح موعود کے متبعین کا فوق یعنی آسمان سے تعلق ہے۔ جو ہمیشہ تازہ علوم اور جدید معارف پاتے رہینگے۔ اور جیسا کہ قاعدہ ہے کہ جب آسمانی پانی نہ آئے زمینی پانی خشک ہو جاتا ہے یا ناپاک اور سمی مواد پیدا کر کے وبالا ہو جاتا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالٰی نے یہی قانون مقرر کیا ہے کہ آسمان سے سال میں ایک بار یا دو بار برسات ہوتی ہے اور وہ ان تمام گندی اور ناپاک ہواؤں کو اور مواد فاسدہ کو صاف کر دیتی ہے۔ اس میں اللہ تعالٰے نے تجدید کے قانون کو مخفی رکھا ہے اور صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ روحانی اور جسمانی تجدید کا سلسلہ کیسے چلتا ہے۔ یہ حدیث کہ ہر صدی کے سر پر مجدد تجدید دین کے لئے آتا ہے مخالفوں کے نزدیک کیسی ہی ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جب قانون قدرت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ تو پھر اس سے انکار کے کیا معنے؟ ہر چیز تجدید کی محتاج ہے۔ پس نئی صدی بھی حق رکھتی ہے کہ نئے اہل دل پیدا کرے جو حکمت اور صداقت کی تخم ریزی کریں بعد ما اھلکنا القرون الاولیٰ تجدید ہی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ زمانہ میں مجددوں کی ضرورت تھی

دنیا قیامت تک مجددوں کی محتاج ہے!

دنیا قیامت تک اسی طرح مجددوں کی محتاج ہے انبیاء علیہم السلام مجدد ہوتے تھے اور مجدد کثرت سے آتے تھے۔ مگر یہ ضروری امر ہے کہ تجدید سے مراد صرف چند بھلے کہنے والوں کی جماعت نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تو حلال چاہتا ہے۔ پس مجدد چاہتا ہے کہ ان میں ایک تبدیلی ہو۔ نیا دل ہو نئی روح ہو۔ اسلئے میری ہمیشہ یہ آرزو ہے

جماعت کب ترقی ہوگی

کہ ہماری جماعت ایسی بنے خواہ وہ جوان ہوں یا بڈھے۔ اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پیدا کریں کہ گویا وہ ایک نئی دنیا کے انسان ہوں۔ اور جب جماعت اس حالت پر پہنچے گی۔ تو پھر فوق العادت ترقی ہوگی۔ پس ہرایک تم میں سے نیا انسان بننے کی کوشش کرے۔ کیونکہ تم نے ایک مجدد کو قبول کیا ہے۔

پس یاد رکھو کہ مخالفوں پر غالب آنے کیواسطے تقوی ضروری ہے۔ اس زمانہ میں بہتر طریق یہی ہے کہ ہمارے پاس رہیں۔

مولوی نورالدین صاحب کی قربانی

سب سے پہلے مولوی نورالدین صاحب نے اس راز کو سمجھا ہے۔ اور وہ محض خدا کی رضامندی کے واسطے اور دین کو حاصل کرنے کے واسطے یہاں آکر جنگل میں بیٹھے ہیں۔ انھوں نے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اپنی جائدادیں اور املاکیں چھوڑیں اور ایک جنگل کی رہائش اختیار کی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مولوی صاحب جیسی قابلیت اور لیاقت کا آدمی اگر لاہور یا امرت سر میں رہتا تو بہت بڑا دنیوی فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اور کئی بار لاہور اور امرت سر والوں نے چاہا بھی کہ وہ یہاں آکر رہیں۔ مگر انھوں نے کبھی یہاں رہنے پر دوسری جگہ کی آمدنی اور فوائد کو ترجیح نہیں دی۔ اللہ تعالٰے ان کو اس کی بہتر جزا دے۔ اس قسم کے لوگ ہوں۔ اور ایسی روح اور یقین لے کر یہاں آئیں۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بعض احباب ہمارے ہر سال دنیا سے رخصت ہوتے جاتے ہیں۔ یہ کس کو معلوم ہے کہ اگلے سال کون ہوگا۔ اور کس کو طلبی کا حکم آجائے گا۔ پس اس سے پیشتر کہ انسان دنیا سے رخصت ہو اسکو ضروری ہے کہ وہ خدا سے صلح کرے۔ اور یہ سچی بات ہے کہ کسی شخص کو فیض الٰہی نہیں پہنچتا۔ جب تک کہ اسکو خدا کے فرستادہ کے ساتھ سچی محبت نہ ہو۔ اس محبت کا ثبوت اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کرے۔

صوفی جو یہ کہتے ہیں کہ مرید کو فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے مرشد کو سب سے اچھا نہ سمجھے۔ میرے نزدیک یہ بات ٹھیک ضروری ہے۔ لیکن وہ جو یہ کہتے ہیں کہ مرشد کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت عبوس رہے۔ اس کو میں صحیح نہیں سمجھتا۔ انسان اپنے اخلاق کو کیوں دور کرے منہاج نبوت کا طریق نہ چھوڑے۔ ان کو بہت بڑے ظرف اور دل کا آدمی ہونا چاہیے۔ اور جو خدا کی طرف سے منہاج نبوت پر آتے ہیں اخلاق فاضلہ ساتھ لیکر آتے ہیں۔ میرا یہی مذہب ہے۔ انبیا علیہم السلام کی مدح کے خلاف زبان چلانا میرے نزدیک کفر ہے پس یہ بڑی عظیم الشان بات ہے کہ ان اخلاق کو حاصل کرے اور تقوے اختیار کرے۔ اس کے لئے صادقوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ اسلئے میرے پاس رہنے کی فکر کرو۔ ان دنوں کو غنیمت سمجھو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنے لئے ایک نمونہ بناؤ۔

(الحکم جلد ۵ عہ۱ تاریخ تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

ہر نبی اور مامور کیوقت دو فرقے (ایک سعید اور دوسرا شقی) ہوتے ہیں

دیکھو! میں محض للہ مختصر طور پر چند باتیں سناتا ہوں۔ میری طبیعت اچھی نہیں۔ اور زیادہ باتوں کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالٰی نے نیک اور پاک فطرت عطا فرمائی ہے۔ جن کی استعدادیں عمدہ ہیں وہ بہت باتوں کے محتاج نہیں ہوتے اور ایک اشارہ سے ہی اصل مقصد اور مطلب کو سمجھ لیتے اور بات کو پا لیتے ہیں۔ ہاں جو لوگ اچھی فطرت اور عمدہ استعداد نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ تو اپنی ہی اغراض کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ایسی پستی کی حالت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر سب انبیاء علیہم السلام اکٹھے ہو کر ایک ہی وعظ کے ممبر پر چڑھ کر نصیحت کریں انھیں تب بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہی وہ ستر ہے کہ ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے۔ اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔ دونوں فرقے وعظ و نصیحت کے لحاظ سے یکساں طور پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے تھے۔ اور اس پاک گروہ نے کبھی کسی سے بخل نہیں کیا۔ پورے طور پر حق نصیحت ادا ادا کیا جیسے سعیدوں کے لئے ویسے ہی اشقیاء کے لئے مگر سعید قوم کان رکھتی تھی جس سے اس نے سنا آنکھیں رکھتی تھی جس سے دیکھا۔ دل رکھتی تھی جس سے سمجھا مگر اشقیا کا گروہ ایک ایسی قوم تھی جس کے کان نہ تھے جو سنتی اور نہ آنکھیں تھیں جس سے دیکھتی نہ دل تھے جس سے سمجھتی اسلئے وہ محروم رہی۔

مکہ کی مٹی ایک ہی تھی۔ جس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔ مکہ وہی مکہ جہاں اب کروڑوں انسان ہر طبقہ اور درجہ کے دنیا کے ہر حصہ سے جمع ہوتے ہیں۔ اسی سرزمین میں یہ دونوں انسان پیدا ہوئے۔ جن میں سے اول الذکر اپنی سعادت اور رشد کی وجہ سے ہدایت پا کر صدیقوں کا کمال پا گیا۔ اور دوسرا شرارت و جہالت بیجا عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔

یاد رکھو کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں ایک رحمانی دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں۔ اسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریت میں شہرت رکھتے ہیں۔

غرض ایک ہی جگہ دونوں تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ فرق نہیں کیا۔ جو کچھ حکم اللہ نے دیا وہ سب کا سب یکساں طور پر سب کو پہنچا دیا۔ مگر بدنصیب بدقسمت محروم رہ گئے۔ اور سعید ہدایت پا کر کامل ہو گئے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے بیسیوں نشان دیکھے۔ اور انوار اور برکات آیہ کا مشاہدہ کیا۔ مگر ان کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب ڈرنے کا مقام ہے

کہ وہ کیا چیز تھی جس نے ابوجہل کو محروم رکھا؟ اس نے ایک عظیم الشان نبی کا زمانہ پایا جس کے لئے نبی ترستے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ہر ایک کی تمنا تھی۔ مگر انھیں وہ زمانہ نہ ملا۔ اس بدبخت نے وہ زمانہ پایا جو تمام زمانوں سے مبارک تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے اور خوف کا مقام ہے جب تک اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھ نہ ہو اس کے سننے والا کان ہو اور اسکے سمجھنے والا دل نہ ہو کوئی شخص کسی نبی اور مامور کی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

(باقی آئندہ)

حضرت میرزا ناصر احمد صاحب کی تقریب رخصتانہ

قادیان میں مُسرّت اور خوشی کی لہریں

۴ر اگست ۱۹۳۴ء کی صبح کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی برات قادیان سے مالیر کوٹلہ کو روانہ ہوئی۔ جس میں حضرت میرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت میرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب میرزا مبارک احمد صاحب۔ میرزا منور احمد صاحب۔ میرزا گل محمد صاحب۔ خانصاحب میاں عبد اللہ خان صاحب اور حضرت ام المومنین اور آپ کے ساتھ خاندان نبوت کی بعض دیگر مستورات بھی تھیں۔

برات کے لئے ایک سکنڈ کلاس کی بوگی جس میں مردانہ اور زنانہ کمرے الگ الگ تھے ریزرو کروائی ہوئی تھی۔ برات اُسی دن شام کو مالیر کوٹلہ پہنچ گئی۔ ۵ر اگست کی صبح حضرت سیدنا و مولانا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اور ٹھیک ۱۲ بجے وہاں پہنچ گئے

۶ر اگست جو کہ برات کی واپسی کا دن تھا۔ اس دن صبح ۱۱ بجے کے قریب حضرت اقدس بذریعہ موٹر واپس تشریف لے آئے۔ ۶ر اگست کی صبح قادیان میں ایک خاص چہل پہل تھی۔ قادیان میں دار المسیح سے لے کر الحکم سٹریٹ دار العلوم روڈ۔ محلہ دار الفضل سے گزرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن تک جھنڈیاں لگائی گئیں اور شہر سجایا گیا۔ بعض مقامات پر دروازے بھی بنائے گئے۔ گاڑی سے نصف گھنٹہ قبل حضرت اقدس اسٹیشن پر تشریف لے آئے۔ ہزاروں مردوں عورتوں کا سمندر اسٹیشن پر موجزن تھا۔ حضرت اقدس کے چہرے پر مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور قادیان کے ہر چھوٹے بڑے خوشی سے جھوم رہے تھے۔ اور اس خوشی ۱۲ بجے کی شدید .... دھوپ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔

ٹھیک ۱۲ بجے گاڑی آئی۔ اللہ اکبر کے نعروں سے اس کا استقبال ہوا۔ لوگوں نے حضرت اقدس اور صاحبزادہ صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ حضرت اقدس نے اُتار کر دولہا اور دلہن کو پہنا دیئے۔ دلہن جب اُتری تو اسوقت اللہ اکبر میرزا محمود احمد زندہ باد۔ مرزا ناصر احمد زندہ باد۔ میرزا غلام احمد کی جے کے فلک بوس نعرے لگائے گئے۔ تین موٹروں میں یہ برات سوار ہوئی۔ پہلی موٹر میں حضرت اقدس اور دیگر ممبران۔ دوسری میں بیگمات۔ تیسری میں دولہا اور دلہن اور حضرت ام المومنین۔ موٹروں کے آگے جلوس کا ایک حصہ چل رہا تھا جو سینکڑوں آدمیوں پر مشتمل تھا۔ ان کی مختلف پارٹیاں تھیں ہر پارٹی کا الگ الگ جھنڈا تھا۔ وہ نعرے لگاتے اور نظمیں پڑھتے چلے آ رہے تھے۔ موٹروں کے پیچھے جلوس کا دوسرا حصہ تھا۔ کوٹھوں کی چھتوں پر عورتیں اور بچے امڈے پڑتے تھے۔ یہ جلوس الحکم سٹریٹ سے گزرا۔ دفتر الحکم کی طرف سے بھی سُرخ کپڑے پر ایک بہت بڑا بورڈ لگایا گیا تھا۔ جس پر اسقدر لکھا تھا ؎

یہ روز کرم مبارک سبحان من یرانی

دفتر الحکم کے پاس حضرت عرفانی صاحب قبلہ نے امیر المومنین زندہ باد۔ ام المومنین زندہ باد۔ میر ناصر احمد زندہ باد کے نعرے بڑے زور سے لگوائے

الغرض اسیطرح یہ جلوس تقریباً ایک گھنٹہ میں آہستہ آہستہ چلکر دار المسیح میں پہنچ گیا۔ جہاں عورتوں کا بہت بڑا اجتماع تھا جو حضرت ام المومنین اور دیگر مستورات خاندان نبوت کو خندہ پیشانی سے ویلکم کہہ رہی تھیں۔ شام تک یہی حالت رہی۔ شام کو دلہن میرزا ناصر احمد صاحب کی کوٹھی محلہ دار الانوار میں تشریف لے گئیں۔

ولیمہ

۷ر اگست ولیمہ کی فہرستیں تیار کرنے میں گزرا ۸ر اگست کی صبح کو بارہ سو آدمیوں کی فہرستیں مکمل ہو گئیں۔ حضرت اقدس نے اس خوشی میں ہندوؤں اور غیر احمدیوں کو شامل فرمایا۔ چنانچہ ایک ہندو حلوائی سے مٹھائی بنوا کر ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں بھجوائی گئی جنہوں نے نہایت مسرت سے قبول کیا۔ اس تقسیم میں حضور نے اپنے مکان کے قرب و جوار میں رہنے والوں کو خاص طور پر یاد رکھا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کا نام آپکو معلوم نہ تھا مگر اسکی زمین آپ کی کوٹھی کے پاس تھی۔ تو خاص طور پر ہدایت کی کہ جس شخص کی زمین میری کوٹھی کے پاس ہے اسکو مٹھائی بھجوائی جائے۔ اسی طرح بعض ایسے اشخاص کو بھی مٹھائی بھجوائی۔ جو ہمیشہ آپ کے خاندان کے ساتھ بغض عداوت رکھتے رہے ہیں۔ اور اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اردگرد کے دیہات کے ان ہندوؤں اور سکھوں کو بھی مٹھائی بھجوائی گئی جو کسی نہ کسی رنگ میں آپ سے تعلق رکھتے تھے۔

شام کے ۵ بجے قادیان کے یتیموں اور بیواؤں کے گھروں پر کھانا بھجوا دیا گیا

۸ بجے رات کو آپ کی کوٹھی دار الحمد کے وسیع میدان میں کھانے کا انتظام کیا گیا۔ مگر قادیان کے اردگرد کے دیہات کے لوگ بن بلائے ہی آ گئے اور بارہ سو کی بجائے تین ہزار کی تعداد ہو گئی۔ منتظمین میں اسوقت گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ وہ حیران تھے کہ اب کیا کریں۔

آخر یہ تجویز کی گئی کہ خاص خاص آدمیوں کو اُٹھا لیا جائے چنانچہ خاص آدمی اُٹھا لئے گئے اور بن بلائے مہمانوں کے متعلق جب حضرت سے پوچھا گیا تو حضور نے کسی کا اُٹھانا پسند نہ کیا۔ اور رات کے ۱۲ بجے تک ان سب کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا۔ تقریباً ۵ سو آدمی جن میں اکثر کارکن تھے کھانا کھانے سے محروم رہے۔ جن کے لئے ۹ر اگست کی صبح کو ۱۲ بجے مسجد اقصیٰ میں دوبارہ دعوت کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود شمولیت فرمائی۔ اور کھانا کھا کر دعا فرمائی۔ احباب نے دعا کے وقت عرض کیا کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ جو اسی دن اور پھر جمعہ کے دن بارش ہو گئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۰ر اگست کو ۱۲ بجے دار المسیح میں مستورات اور بچوں کی دعوت کی جس میں کئی سو عورتیں اور بچے شریک ہوئے۔ اس طرح تین دن تک یہ مسرت انگیز تقریب ادا ہوتی رہی۔

یہ تقریب اس لئے بھی باعث خوشی تھی کہ وہ انسان جسکے متعلق شبہ کیا جاتا تھا کہ معلوم نہیں اس کے کھانے کی کیا صورت ہو گی اس کے بیٹے کے دسترخوان پر جو در اصل اسی کا دسترخوان ہے ہزار ہا بندگان خدا کھانا کھا رہے تھے۔ اور ہمارے لئے تائیدات الٰہیہ کا ایک خاص منظر پیش کر رہے تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے ہونے کے لحاظ سے اور اُن کی دلہن صاحبہ آپ کی نواسی ہونے کے لحاظ سے آیات اللہ میں سے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکے بڑھنے اور پھلنے اور پھولنے اور برومند ہونے کے وعدے خدا کی طرف سے دیئے گئے۔ ان میں سے جب کوئی بڑھتا ہے تو ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بڑھنا نظر آتا ہے اور خدا کے وعدے پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔

پس یہ ایک درخت ہے۔ جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اس کی شاخیں دنیا کے کناروں تک پھیلیں گی اور لوگ ان کو گن نہ سکینگے۔ وہ مختلف شہروں میں جا کر آباد ہونگے اور قومیں ان سے سیراب ہونگی۔ اس درخت کی ہر پتی اور ہر کونپل ہمارے لئے ایک وجد کی سی کیفیت پیدا کرتی ہے اور ہم کو اس انسان کی صداقت کا اعلان سناتی ہے جسے مہجور اور مستور خیال کیا جاتا تھا۔

الغرض

یہ دن نہایت خوشی اور مسرت سے گزرے۔ اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جوڑے کو برومند کر کے بڑھائے۔ اور ہر قسم کے آلام اور تفکرات سے محفوظ رکھے۔ (آمین) (محمود احمد عرفانی)

قادیان کے ہندو صاحبان کا ڈیپوٹیشن حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور

۱۱ر اگست ۱۰ بجے قادیان کے تیس کے قریب معزز ہندوؤں نے حضرت اقدس کے حضور پیش ہو کر مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی کی مبارکباد دی۔ حضور سب سے خندہ پیشانی ملے اور سب سے مصافحہ کیا۔ وفد یہاں سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے ملا۔ اور مبارکباد پیش کی۔ اُنھوں نے بھی خوشی سے وفد کو ویلکم کہا۔

ذکریات

مبلغین احمدیت کے کارنامے

نمبر ۳

خون کے فوارے سے نہایا ہوا مبلغ

دمشق کے لئے مقدر تھا کہ ایک دفعہ اس پر کوئی ایسا بلا نازل ہوتی جس سے اہل دمشق چیخ اٹھتے اور کہہ اٹھتے کہ واقعی یہ کوئی بلا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں سیدو مولیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یورپ جاتے ہوئے بلاد اسلامیہ سے گزرے۔ مصر اور فلسطین ہوتے ہوئے شام گئے۔ دمشق میں چند روز قیام کیا۔ شام میں آپ کے قیام کے دنوں میں سخت مخالفت ہوئی۔ علماء نے عوام الناس میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ اس مخالفت نے حضور کو ڈرایا نہیں۔ بلکہ آپ نے وہیں فیصلہ کر لیا کہ میں جاتے ہی شام کے لئے مبلغ بھیجوں گا۔ اور بہت جلد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا شمس کو شام میں بھیج دیا۔

سید صاحب اس سے قبل بھی یہاں آ چکے تھے۔ وہ ایک کالج میں پروفیسر اور بالآخر وائس پرنسپل رہ چکے تھے ان کے شاگرد بڑی کثرت سے تھے۔ اور وہ اب بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو چکے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے بڑے با اثر اور بارسوخ بن چکے تھے۔ اگرچہ سید صاحب کے پہلے سفر میں اور اس سفر میں بڑا فرق تھا۔ حکومت بدل چکی تھی۔ نظام سلطنت تبدیل ہو چکا تھا۔ اور اتنے عرصہ میں دمشق کئی قسم کے نقصانات دیکھ چکا تھا۔ ترکوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے ہاتھ آیا جنھوں نے فیصل ابن حسین کو بنو امیہ کے تخت گاہ کی سیادت عطا کی۔ لیکن معاہدات دول کی رو سے شام پھر انگریزوں کے ہاتھ سے فرانس کے پاس چلا گیا۔ انھوں نے فیصل کی تخت گاہ پر زبردستی قبضہ کر لیا اور ایک ہی سال کے بعد دمشق جو شرقی آزاد حکومت کے خواب دیکھ رہا تھا۔ فرانسیسی مقبوضہ ہو گیا۔ فرانس کی قوت و شوکت نے شام کے باشندوں کو دبا دیا۔ مگر وہ ایک آگ تھی جو سلگ رہی تھی۔ جس سے ان کے سینے اندر ہی اندر جل رہے تھے۔ فیصل بھاگ کر عراق کی طرف چلا گیا۔ جس ملک کی خاک اسطرح اڑ چکی ہو اسکی تباہی اور پریشانی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں انسانی فطرت انتقام اور بغض و کینہ کے جذبات سے پر ہو کر کیا کیا تدبیریں کرتی ہے۔ اس سے ہر شخص واقف ہے۔ بس اب شام وہ شام نہ تھا۔ نہ وہ پہلی سی رونق تھی۔ ملک کے لوگ نئی سلطنت سے مطمئن نہ تھے۔ اور ان کے سامنے اب کوئی کام اس کے سوا نہ تھا کہ وہ کوئی ایسی صورت پیدا کریں جس سے فرانس سے انتقام لیں۔ ان کے گھروں میں عربی سلطنت کے مٹنے کے ماتمی جلسے ہوتے تھے۔ وہ استعمار کے درخت کو گھن کے کیڑے کی طرح سے کھانے کی فکر میں تھے ملک کی فضا و ہوا بگڑ چکی تھی اور وہ اندر ہی اندر دمشق سے لے کر تمام عربی ممالک میں اپنے پروپیگنڈے کا جال پھیلا رہے تھے۔ ان کے دماغوں میں صرف ایک ہی سودا تھا۔ نوجوانوں کے اندر اسلام کی محبت موجزن نہ تھی بلکہ عربیت وہ چاہتے تھے کہ تمام عرب کو ایک آزاد ملک دیکھ سکیں۔ یہ خیال تھا جس نے جنگ میں ان کو ترکوں سے خیانت کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا۔

الغرض

ان حالات میں سید صاحب اور شمس صاحب کا قافلہ شام کی زمین پر اترا۔ انھوں نے احمدیت کی منادی کرنی شروع کی۔ مخالفین میں پھر ایکدفعہ جوش پیدا ہوا۔ اور وہ ان **امن کے علمبرداروں** کو کچلنے کی فکر کرنے لگے۔ انپر جو الزامات .... لگائے گئے ان میں سے بڑا الزام یہ تھا کہ یہ استعمار کے ایجنٹ ہیں جو جذبہ استعمار کے خلاف ان کے دماغ میں تھا۔ اور جسے **قوت کا آہنی پنجہ** ہمیشہ ابھرنے سے روک دیا کرتا تھا۔ ان پیامبروں کے خلاف بھڑکنے لگا۔ سید صاحب تو شمس صاحب کا انٹروڈیوس کرا کے چلے آئے۔ اب یہ کہ تنہا مسافر دمشق کے شہر میں گھومنے لگا۔ لوگ ہنسنے اور مذاق اڑاتے مگر یہ دبلا پتلا نوجوان مبلغ ساری دنیا کو اپنی نظروں سے گرائے ہوئے تھا اسکے سامنے صرف ایک ہی چیز تھی وہ یہ کہ دنیا کو آنیوالے **نور** سے مطلع کرے۔

اسی طرح اس کا دن اور رات گزرتا۔ اسکی ایک نئی دنیا تھی وہ ایک ایسی جنگ میں مشغول تھا جس میں اسے چومکھی لڑائی لڑنی پڑتی تھی مگر وہ نہ تھکتا تھا۔ لوگ اس کے مکان پر آتے مختلف اغراض اور مختلف خیال کے لوگ آتے۔ حق کے طلبگار بھی ہوتے۔ دوست نما دشمن بھی ہوتے۔ دشمن محض بھی ہوتے۔ وہ سب سے خندہ پیشانی ملتا۔ اسی روز و شب میں وہ گزر رہا تھا کہ شام کے ایک کنارے سے ایک شعلہ جنگ بھڑکا۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ شام کے ایک طرف ملک کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ جو پہاڑوں گھرا ہوا ہے جسے جبل دروز کہتے ہیں۔ جبل دروز میں ایک قوم آباد ہے جو مسلمانوں کے تو قریب ہے۔ مگر نہ پورے مسلمان ہیں اور نہ عیسائی اور نہ یہودی۔ بلکہ وہ خاص عقائد کے لوگ ہیں۔ وہ شیعوں کے باطنی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ جن کی زندگی اسرار کا مجموعہ ہے۔ یہ لوگ عرب ہیں اور خالص عربوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بڑی جنگجو اور بہادر قوم ہے ان کا لیڈر **سلطان پاشا اطرش** ہے۔ سلطان پاشا کے گھر میں ایک شخص مہمان ہوا۔ دراصل وہ سیاسی مجرم تھا۔ حکومت اسکی تلاش میں تھی۔ اطرش گھر میں نہ تھا اس کی ماں نے اسے پناہ دی مگر حکومت جبراً اسے گرفتار کر کے لے گئی۔ اطرش کے آنے پر اس کی ماں نے سخت احتجاج کیا کہ ہماری عزت تیرے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ اطرس پاشا گھر سے نکل گیا۔ اسنے حکومت سے مطالبہ کیا کہ میرا مہمان واپس کرو۔ مگر حکومت نے ذرا بھر بھی پرواہ نہ کی۔ دروز کو گورنمنٹ فرانس نے آزادی کا وعدہ دے رکھا تھا۔ اطرش نے کہا کہ یہ معاہدہ کے خلاف ہے اس نے اپنی قوم کو اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لئے بلایا۔ قوم نے لبیک کہا اور جبل دروز میں حریت دروز کے نام سے ایک آگ بھڑک گئی۔ جدید قسم کے اسلحہ سے بالکل نہتے دروزی فرانسیسی فوجوں کو لوٹ کر لے آئے۔ اور سامان جنگ مہیا کر لیا۔

اس آگ کے شعلے ہوا میں بھڑکنے لگے۔ اور وہ لوگ جو شام کے ملک میں عربی سلطنت کے مٹنے کا ماتم کیا کرتے تھے استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور سارا شام میدان جنگ بن گیا اب دمشق کے گلی کوچوں میں خون ہونے لگے۔ لوگ گھروں سے نکلتے ڈرتے تھے۔ فرانسیسی جہاں ملتے قتل کئے جاتے تھے۔ حالات کچھ کے کچھ ہو گئے۔ شام کے ملک میں کسی شخص کو اگر کوئی تڑپ تھی تو آزادی کے لئے لڑ مرنے کی۔ باغیوں نے باقاعدہ فوج کی طرح منظم صورت اختیار کر لی۔ وہ اگر شہر کے کسی حصے سے گزرتے تو وہ لوٹ کھسوٹ مچاتے اور اگر فوج ان کا تعاقب کرتی۔ تو ملک کو ویران کرتی۔ اب رات تو رات دن کو بھی کوئی نہیں نکل سکتا۔ مگر ہمارا مبلغ برستی گولیوں، دشمنوں کی **خون بھری آنکھوں** کے سامنے سے دیواروں کے ساتھ لگ لگ کر لوگوں کے گھروں پر جاتا۔ اور پیام امن سناتا۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا جبکہ ۲۶ گھنٹے تک دمشق جیسے خوبصورت شہر پر حکومت کی توپوں کے منہ کھولے گئے۔ اور شہر کو ایک تودہ خاک بنا دیا گیا۔ مرنے والوں کی لاشیں اونٹوں پر باندھ کر شہر میں گھمائی گئیں۔ اور جس پر سیاست کا شبہ کیا جاتا تا ان کو شہر کے وسط میں سولی دیجاتی۔ مگر اس حالت میں بھی **ہمارا بہادر مبلغ** اس آواز کے پہنچانے سے نہ رکا۔

جنگ ختم ہو گئی۔ مگر ملک میں صف ماتم بچھ گئی۔ گھر گھر ماتم تھا۔ اس ماتم میں بھی ایک آواز اٹھتی تھی جس کے سننے کے لئے لوگ مجبور تھے اور وہ یہ کہ آسمان سے **وہ مسیح آ گیا جس کا تم انتظار کر رہے تھے** اب علماء کا پیمانہ صبر چھلکنے لگا۔ انھوں نے ایک تاریک رات میں چار آدمیوں کو مقرر کر دیا کہ وہ **نہتے انسان** کو رات کی تاریکی میں چھپکر بہادروں کی طرح نہیں بلکہ چوروں کی طرح قتل کر دیں۔

۱۹۲۷ء سردی کا موسم تھا۔ ہمارا مبلغ مغرب کے وقت آنیوالے مہمانوں کے استقبال کی تیاری کر رہا تھا۔ کھانے پینے کی فکر سے آزاد ہونے کے لئے گھر سے باہر او ور کوٹ اوڑھ کر بھلا کے چنے خرید کر جیب میں ڈال لیتا آنیوالوں سے قبل چنے چبا کر دو گھونٹ پانی پی لے۔ جب وہ سلامتی کا مبلغ واپس آ رہا تھا تو قبل اس کے اپنے مکان میں داخل ہو ایک خنجر اسکی پشت میں مار دیا گیا۔ ان چنوں کا ایک دانہ بھی اس کے منہ میں نہ گیا۔ اور وہ پانی کے دو گھونٹ بھی نہ پی سکا۔ ہمارا مبلغ جلدی سے اپنے ہمسایہ کے مکان کا دروازہ کھول کر گر گیا عورتیں ادھر ادھر بھاگیں مگر انکو معلوم ہوا۔ کہ **ہندی مسافر** گرا ہے۔ انھوں نے شور مچایا کہ کیا ہوا! کیا ہوا؟ شمس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی اور اٹھ کر اپنے دروازہ تک گیا کہ پھر گر گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ اسے اسوقت ہوش آیا جبکہ پولیس آ گئی اور اسے ہسپتال میں اٹھا کر لے گئی جسم سے **خون کا فوارہ** اچھل رہا تھا کپڑے خون سے تر تھے اور کوٹ بھی رنگین ہو چکا تھا۔ ہسپتال میں **ہمارا خون میں نہایا ہوا مبلغ** بیہوش پڑا تھا۔ مگر ڈاکٹروں کی سرگوشیاں دوسرے دوستوں نے سن لیں جنھوں نے کہا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں زخم خطرناک ہے۔ کمزوری و نقاہت کی یہ حالت کہ جو منہ کبھی بولنے سے خاموش نہیں رہ سکتا تھا اب ایک کلمہ بھی بول نہیں سکتا تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں نے مسیحائی کی اور ہمارا وہ بہادر جسے ڈاکٹر کہتے تھے کہ زندہ نہیں رہ سکتا بچ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے

یہ ہے ہمارا خون میں نہایا ہوا مبلغ!

(محمود احمد عرفانی)

میں کیوں کر احمدی ہوا

جناب رفیع الدین احمد صاحب منشی فاضل وطبیب حاذق مڈھ رانجھہ کے حالات

عاجز کی عمر دس سال کی تھی جبکہ مدرسہ حمیدیہ لاہور میں مولوی کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ میں نے ایک اشتہار پڑھا جس میں لکھا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب لیکچر دیں گے سڑک کیلیانوالہ کا پتہ لگا غالباً ۱۹۰۴ء تھا۔ یہ عاجز سڑک کیلیانوالہ پر پہنچکر پوچھتا پھرا کہ حضرت کا لیکچر کس جگہ پر ہے۔ مگر کسی نے پتہ نہ دیا اور پھر پھرا کر بے نیل و مرام واپس آگیا۔ یہ میری عقیدت کا پہلا سین ہے۔ حالانکہ کسی اور لیکچر یا تقریر میں مینے کبھی اسطرح کی تگ و دو نہ کی تھی اور نہ کی ہے۔

۱۹۰۶ء میں میرے والد مکرم حضرت حکیم سراج الدین صاحب مرحوم سے لاہور ملنے کے لئے آئے۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ میں قادیان جا رہا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا ارادہ ہے۔ حضرت والد صاحب پہلا گاؤں میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے اور تہجد گذار تھے عطاری کی دوکان ذریعہ معاش تھی۔ بیعت کرنے کے بعد بہت کچھ آپکے ساتھ معاندانہ سلوک کیا گیا کہ آپکی دوکان نہ چلے لیکن آپ کی عقیدت حضرت مسیح موعود سے ترقی کرتی گئی۔ یہاں تک کہ آپنے مبلغ پچاس روپے نلکہ کے لئے برائے مہمانخانہ حضور کی خدمت میں ارسال کئے جس کی رسید حضور نے ارسال فرمائی

سنہ ۷ء میں یہ عاجز مولوی کلاس پڑھ کر دہلی چلا گیا حدیث پڑھنے کا شوق تھا۔ دہلی کے مختلف مدارس میں پھرا۔ مدارس احناف میں بیگانگی محسوس ہوئی اور مدارس موحدین سے کچھ یگانگت طبیعت کو ہوئی مولوی نذیر حسین صاحب کے مدرسہ میں گیا۔ اور آپ ہی کے شاگرد سے جو حاجی علی خان والی مسجد متصل گھنٹہ گھر میں تعلیم دیتے تھے اُن سے صحاح ستہ کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن میں نے کبھی اُن کی احادیث سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہ سنی۔ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی ضعیف العمر اُن دنوں زندہ تھے اُن کے پاس بھی آنے جانے کی چند روزہ توجہ رہی۔ لیکن کوئی بات حضرت کے خلاف اُن سے میرے گوش گذار نہیں ہوئی میں وہیں تھا جب آپ فوت ہوئے۔ ان کی کتابیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے ہم چند طلبا مقرر ہوئے۔ جن میں مینے ازالہ اوہام تقطیع خورد کو دیکھا۔ اُن کے بڑے لڑکے بالکل سادہ مزاج تھے۔ اُن سے میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ کتاب ہے اور کیا اعلیٰ مضامین ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ بات تو یوں ہی ہے۔

مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی جو صدر بازار میں جامع مسجد اہل حدیث کے خطیب تھے۔ جمعہ میں اُن ہی کی اقتدا میں پڑھتا تھا۔ ایک بار اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کے متعلق کچھ کہا کہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ لیکن میں اس بات پر متفق نہ ہوا جب میں حدیث پڑھ چکا۔ غالباً وہ سنہ ۹ء تھا۔ تو عاجز ایک مسجد میں جو نئی تھی اور متولی اہل حدیث تھے میں بطور خطیب مقرر کر لیا گیا کہ جمعہ پڑھایا کروں اور صبح کو ایک رکوع قرآن مجید کا درس دوں۔ اور چند بچے اہل محلہ کو قرآن مجید پڑھایا کروں۔ ان دنوں اخبار بدر لائبریری میں جو کمپنی باغ میں تھی آیا کرتا تھا۔ میں اکثر باغ کی سیر کرتے ہوئے لائبریری میں جاتا۔ اور خصوصاً اخبار بدر کو تلاش کرتا۔ اور اُس کے مضامین جو حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودہ ہوتے ڈائری وغیرہ ان دنوں حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات کے متعلق مضامین اور تقریریں ہوتیں۔ اور خدا کی تازہ وحی درج ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر سے میرے دل کو خاص مناسبت معلوم ہوئی۔ اور میں یہ معلوم کرتا کہ ان باتوں میں ذرہ بھر بھی اپنی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ لیکن ابھی وقت نہ تھا کہ میں جماعت میں منسلک ہوتا۔ یہانتک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر بھی وہیں دہلی میں پہنچی۔ اور میں نے اخبارات میں حضور کے متعلق وفاتیہ مضمون پڑھے۔ جن میں سے اخبار وکیل امرتسر اور تہذیب النسواں کے مضامین کو میں نے نقل کر لیا۔ اور بار بار اُن کو پڑھتا۔ گویا حضرت مسیح موعود کے خلاف یاوہ سرائیاں میری نظر سے گذری بھی نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی بکواس دیکھنے میں آئی بھی تو اسے ایک سکنڈ کے لئے بھی دیکھنا گوارا نہ کیا۔

اب حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خطبے اور حضور کی تقادیر آنے لگیں۔ اور عاجز اُن کو پڑھتا۔ یہاں تک کہ ۱۱ء جس میں دربار دہلی... آپہنچا۔ اور عاجز بدستور مسجد میں کام کرتا رہا۔ چونکہ دہلی میں اکثر مناظرے آریہ سماج سے اہل اسلام کے ہوا کرتے تھے۔ مسلم مناظر نے آریہ سماج کے مناظر کا ٹھیک طور پر جواب نہ دیا۔ جس کا تذکرہ مسجد میں ہوا۔ میں نے کہا اگر مرزا غلام احمدؑ ہوتے تو ان کو لاجواب کر دیتے۔ اس بات سے کچھ شبہ سا ان کو میرے متعلق گذرا۔

ایک دور تو درس قرآن مجید کا ہو چکا۔ جب دوسرا دور شروع ہوا اور انی متوفیک پر پہنچا۔ میں نے کہا کہ بات سیدھی یوں ہی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ صدیق حسن خان کی تفسیر عموماً میرے پیش نظر ہوتی۔ میں نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر میں جتنی باتیں انھوں نے لکھی ہیں میرا دماغ ان کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ یہ دن میرے لئے پاک جماعت میں شامل ہونے کا پیش خیمہ تھا۔ اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ ہم پہلے ہی آپ کا رخ معلوم کر چکے تھے۔ اور آج بھی معلوم ہوا کہ آپ قادیانی خیال کے آدمی ہیں اور اندریں صورت آپ اہل حدیث کے امام نہیں بن سکتے میں نے کہا کہ واقعی میری اقتداء میں آپ لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے اُنھوں نے کہا آپ اپنا سامان یہاں سے اٹھالیں۔ چنانچہ مینے اپنا سامان جس میں زیادہ تر کتابوں کا ہی ذخیرہ تھا اُٹھا لیا۔ اور خدا بھلا کرے ایک کارخانہ دار کا۔ اس نے کہا کہ آپ میرے پاس ٹھیر جائیں۔

اُن دنوں میر قاسم علی صاحب کے متعلق مجھے علم تھا کہ وہ یہاں سے اخبار الحق جاری کرتے ہیں اور گاہے گاہے گھنٹہ گھر کے پاس غیر مذاہب سے بحث بھی کرتے ہیں۔ ایک مستری قادر بخش صاحب برف خانہ میں کام کرتے تھے۔ لیکن میں نے کسی قسم کی مدد لینی اُن سے مناسب سمجھی بلکہ اپنے بوجھ کو اُن پر لادنا تو الگ اُن کو بتلانا بھی مناسب نہ سمجھا کہ میں اتنی بات کہنے پر ذریعہ معاش سے الگ کیا جا چکا ہوں۔ اب آپ بتائیں میں کیا کروں۔ بلکہ میں نے حضرت والد صاحب کی طرف خط بھیجدیا۔ آپ کی خدمت میں بھی ماہ بماہ کچھ نقدی ارسال کر دیا کرتا تھا اور ربیانی صغیرا کو عملی طور پر پورا کیا کرتا اور میری اپنی بود و باش دہلوی [illegible] میں رنگین تھی یہ ایک دم ختم ہو گئی۔ حضرت والد صاحب نے لکھا کہ اسباب تو سٹیشن پھلوال پر بذریعہ ریلوے ارسال کر دو اور خود قادیان چلے جاؤ۔

اکتوبر ۱۲ء میں عاجز ہندوستانی لباس میں ملبوس دہلی کو خیرباد کہتا ہوا وارد قادیان ہو کر حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ اس دن کی ڈائری اخبار بدر میں چھپ چکی ہے۔ جو کچھ سوال و جواب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ طب پڑھنا چاہیں تو سال بھر میں آپ کو پڑھا دوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے طب جسمانی سے کوئی مناسبت نہیں۔ باوجودیکہ ایک معمر نار طبیب کا بیٹا ہوں۔ مجھے طب روحانی سے اُنس ہے۔ حضور کے درس قرآن اور درس بخاری سے کچھ استفادہ حاصل کرونگا۔

کچھ دنوں وہاں ٹھیرا اور پھر یہاں آکر محکمہ تعلیم میں خدمت دی۔ چنانچہ میں پرائمری سکول کھیوال میں مقرر ہوا۔ مگر صبر کی کیفیت قابل دید تھی۔ کہاں شان مولویانہ اور کہاں یہ اجنبیت۔ لیکن طوعاً و کرہاً یہ تلخ جام پینا پڑا۔ یہاں تک کہ دور نوری ختم ہوا۔ اور فضل عمر کا دور شروع ہوا۔ ان دنوں مولوی محمد احسن صاحب کی ایک تحریر میری نظر سے گزری کہ "میں وہ شخص ہوں جس کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرشتہ ہے دو فرشتوں میں سے۔ چونکہ میں نے حضرت فضل عمر کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے سب احمدی خلیفہ تسلیم کریں۔ اُسی دن میرے خیال میں گذرا کہ مولوی صاحب چند روز اس جماعت میں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ الگ ہوئے اور لاہوری جماعت میں شامل ہوئے اور میں سنہ ۱۶ء کے آغاز میں چھ ماہ کی رخصت لے کر حضرت کے حضور حاضر ہوا۔ میری غرض بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ میں کچھ روحانیت حاصل کروں اور قرآن مجید مکمل۔ بہت لوگ مجھے کہا کرتے کہ آپ

یوں کریں اور یہ کریں۔ فلاں صاحب کا لیکچر سنیں۔ کتابیں پڑھیں۔ میں یہی کہتا کہ میں صرف حضرت خلیفہ عمر کی صحبت سے مستفید ہونے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت کی مجالس کے سوا اور باقی وقت بمشکل کسی صحابی مثلاً سید فضل شاہ صاحب مرحوم۔ حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم۔ میر مہدی حسن صاحب۔ سید ناصر شاہ صاحب منشی اروڑے خان صاحب کے پاس گذارتا۔ تلاوت قرآن مسجد میں کیا کرتا۔ اسی اثناء میں عاجز نے سیرۃ الابدال کا ترجمہ حضرت فضل عمر کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ایک بار کتابوں کی انڈکس تیار کرائی۔ جس میں عاجز کو حقیقۃ المہدی۔ خطبہ الہامیہ، سیرۃ الابدال کی انڈکس تیار کرتے کے لئے فرمایا اور بہت لوگ اور بھی نامزد ہوئے۔ اس عاجز نے ہر سہ کتب کی انڈکس تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔

ایک بار اس عاجز کو گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں بطور مدرس احمدیہ مدرسہ بھیجا۔ اور اثنائے رہائش قادیان مختلف صاحبان کو بغرض ترجمہ قرآن مجید اس عاجز سے پڑھنے کے لئے حضرت نے بھیجا۔ اور زندگی وقف کرنے والوں میں عاجز کا نام سب سے اول لیا گیا۔ جن میں محمود احمد صاحب عرفانی بھی ہیں۔ اور باقی مجاہد بعد میں نامزد ہوئے

اسوقت یہ عاجز اپنے گاؤں میں ہی سکول ماسٹر ہے اور ۴۲-۱-۵۰ کے گریڈ میں ہے ایک مکان دارالعلوم قادیان میں تعمیر کرایا ہے ہر وقت یہی تڑپ ہے کہ اب ایسا موقعہ حاصل ہو کہ قرآن مجید کا لفظی ترجمہ اور حضرت کا فارسی عربی کلام لوگوں کو پڑھاؤں اور اپنی اہل و عیال کی تربیت کا ذریعہ معاش بھی ہو۔ لیکن

کل امر مرھون باوقاتھا

تا حال میں اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکا۔

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

عاجز
رفیع الدین احمد منشی فاضل مولوی
طبیب حاذق مڈھ رانجھا براہ بھلوال
پنجاب

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے اُسکے کلام و حالات کو پڑھو

فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے " یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو" " اگر شیخ صاحب کی زندگی میں یہ کام نہ ہوا تو پھر دس کروڑ روپیہ صرف کر کے بھی اسکو پورا نہ کر سکیں گے " آپنے جماعت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:۔ " وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے خرید لیں۔ تاکہ کام برابر جاری رہ سکے "

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی پڑھو۔ ان کے حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی۔ آپکے مشاغل زندگی کیا تھے۔ آپ کی سوانحعمری کے دو حصے اسی قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت ہر دو جلد دو روپے آٹھ آنے (۲؍عہ)

حیات احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چوبیس سالہ زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا اب دوسرا نمبر جس میں ۱۸۸۳ء تک کے حالات ہیں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو تو کم از کم پانچسو ایسے خریدار تیار ہو جاویں جو چھپنے پر فوراً خرید لیا کریں۔

سیرۃ مسیح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے۔ وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور آپکے کیریکٹر کی اعلیٰ شان حاصل کریں تو سیرۃ مسیح موعود کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمایئے۔

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے وہ اسوقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں اور یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی، روح اور قوت رکھتے ہیں۔ نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر و قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔

اور جو خطوط مخالفین اسلام کو لکھے ہیں ان میں صداقت کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے۔ ہر جلد کی قیمت صرف عہ

مشاہدات عرفانی

(ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ)

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ مسلمانوں کو قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت جلد اول دو روپے۔ لیکن پہلے سو خریداروں سے صرف عہ ہی لئے جاویں گے احباب جلد آرڈر دیکر فائدہ حاصل کریں۔

الحکم بکڈپو قادیان دار الامان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

حاجیوں کیلئے

مغل لائن

خاص بہترین

بمبئی اینڈ پرشیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی لمیٹڈ

انشاءاللہ ۱۹۳۵ء کا حج۔ حجِّ اکبر ہوگا! (حج مغل لائن کے ذریعہ کرو)

حاجیوں کا پہلا جہاز اوائل نومبر ۱۹۳۴ء میں جائیگا۔ اسکے بعد تھوڑے وقفہ سے جہازات جاتے رہینگے

حاجیوں کے باقاعدہ جہاز بمبئی اور کراچی سے روانہ ہونگے اور کلکتہ سے بھی حاجیوں کے خاص جہاز روانہ ہونگے۔

رمضان المبارک کا مہینہ حجاز کے مقامات مقدسہ (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) میں بسر کیجئے

ایک نیا جہاز اسلامی

حجاج کیلئے اس سال ایک نیا جہاز اسلامی نام تیار ہورہا ہے۔ وہ دسمبر ۱۹۳۴ء میں حاجیوں کی خدمت کیلئے موجود ہوگا جس میں درجہ اول کے مسافروں کیلئے کافی گنجائش ہوگی۔ اس کے حجرہ نہایت آرام دہ ہونگے جن میں ایک ایک اور دو دو مسافروں کیلئے برتھ ہونگے۔ اور سیر و تفریح کیلئے بہترین ڈیک ہونگے۔ فرسٹ کلاس سیلون اور دیوان خانے وغیرہ نہایت عمدہ ہونگے۔ اس جہاز کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہوگی۔ کہ حاجیوں کے رہنے کے کمرے اور ڈیک وغیرہ ٹھنڈک اصول پر ہوادار بنائے گئے ہیں۔ اس لئے

جلد سے جلد اپنے لئے ریزرو کرا لیجئے

ایک بہت بڑا فائدہ

جو حاجی رمضان سے پہلے جاتے ہیں۔ ان کو جہاز میں نہایت آرامدہ اور کھلی جگہ باسانی ملتی ہے اور حجاز کے مقامات مقدسہ میں بہت سستی اور بہترین جگہ قیام کیلئے مل جاتی ہے۔ مدینہ منورہ اور طائف میں بھی ہر قسم کی آسانیاں حاصل رہتی ہیں۔ اور رمضان کا مبارک مہینہ ان مقدس مقامات میں بسر ہوتا ہے۔

دریافت طلب امور کیلئے کہاں خط و کتابت کرنی چاہیئے

ہر قسم کے دریافت طلب امور کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کرو:۔

ایجنٹ کلکتہ:۔ مینجنگ ایجنٹ۔ ٹرنر موریسن کمپنی لمیٹڈ۔

کراچی ایجنٹ:۔ گریہمس ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ۔

بمبئی:۔ ٹرنر موریسن کمپنی لمیٹڈ۔ ۱۶- بنک سٹریٹ۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع [illegible] منزل الحکم [illegible] قادیان سے شائع ہوا۔